خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 20

Track - 1

60:00

تعلیمی نشست نمبر 3 ۔ خوش رہنے والا جنتی ہے''ہ''

یہ ساری دنیا ایک ریکارڈ ہے ایک فلم ہے۔جو کچھ تم نے یہاں کیا ہے اگر.........
پلک بھی جھپکائی ہے وہ بھی ریکارڈ ہے۔انگلی ہلائی ہے وہ بھی ریکارڈ ہے۔
کسی کو گالی دی ہے وہ بھی ریکارڈ ہے۔گالی دینے کے بعد آدمی کو جو تکلیف
ہوئی ہے اس تکلیف کی جو وائبریشن آپ کے اندر داخل ہوئی وہ بھی ریکارڈ
ہے۔اگر آپ نے کسی کو پیار سے ، چاہت سے ، محبت سے سینے سے لگایا اس
چاہت اور پیار سے اس آدمی کی جو کیفیات ان کیفیات کا جو سرور ہے وہ بھی
ریکارڈ ہے۔تو اس کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں... وما ادرک ماعلیین...وما ادرک ما
سجیین...۔کہ جو کچھ آپ نے یہاں کیا ہے اگر اچھائی کی ہے تو اچھا کا درخت
وہاں آپ کو ملے گا اور اچھائی کا اجر آپ کو وہاں ملے گا۔اور اگر آپ نے برائی
اور برائی کی جو تکالیف یہاں سے کی ہے تو برائی کی سزا بھی وہاں ملے گی
بھی آپ کو گزرنا پڑے گا۔فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرا... و من یعمل مثقال ذرۃ
شرا یرا... اگر کسی بندے بشر نے ایک ذرے کے برابر خیر کی ہے نیکی کی ہے تو
اللہ تعالیٰ کے ہاں اس میزان میں وہ چیز محفوظ ہے۔تل گئی۔ اور اگر کسی
بندے نے ایک ذرے کے برابر شر کیا ہے برائی کی ہے فساد برپا کیا ہے۔ کسی کی
دل آزاری کی ہے ، کسی کا حق غصب کیا ہے اس سے ذرے برابر بھی اگر
ناانصافی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بھی میزان میں ہے اور وہ بھی
ریکارڈ میں ہے۔فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرا... و من یعمل مثقال ذرۃ شرا
یرا...۔ جتنے اولیاء اللہ اس دنیا میں تشریف لائے اور آئندہ آئیں گے۔اور جتنے
پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں تشریف لا چکے ہیں ان سب کی
تعلیمات کا واحدنچوڑ یہ ہے کہ اللہ واحدہ لاشریک ہے اور اس دنیا کا حساب آپ
کو دوسری دنیا میں دینا ہوگا۔ ایسا نہیں ہے کہ آپ نے یہاں اگر عیش و آرام
کرلئے اور اس عیش و آرام میں اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے رسول ؐ کی بنائی
ہوئی حدود ٹوٹ گئی ہے تو آپ کو وہاں فائدہ ہوگا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوگا
وہاںآپ کو نقصان ہوگااور یہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے
آپ کو اس بات سے آگاہی عطا کردی ہے کہ اس دنیا کے بعد ایک دنیا اور ہے کہ
جہاں آپ کو رہنا ہے۔اور یہاں کا حساب کتاب دینا ہے۔لھا ماکسبت لھم
ماکسبتم...ولا تسئلونا ما کنتم تعلمون... جو یہاں کمانا ہے ، جو تمہاری یہاں
کمائی ہے اسی کے مطابق تمہیں اس دنیا میں اجرت ملے گی۔کسی بھی چیز کو
سیکھنے کے لئے ، کسی بھی علم کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ استاد اور

شاگرد کا رشتہ قائم ہواور استاد اور شاگرد کا رشتہ قائم ہونے کے بعد قربت
نصیب ہو۔دیکھئے آپ اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں اسکول میں۔ اسکول میں بھیجنے
کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے بچے کو استاد کی قربت سے فیض یاب کیا۔یعنی
چار گھنٹے وہ رہا چھ گھنٹے وہ رہا۔سات گھنٹے رہا۔جتنی بھی دیر بچے اسکول
میں رہا۔اگر اس بچے کو آپ اسکول نہ بھیجیں۔ اگر اس بچے کی استاد سے قربت
نہ ہو۔وہ استاد کو نہ دیکھے استاد اسے نہ دیکھے۔ وہ استاد کی بات نہ سنے۔
استاد اسے کچھ نہ سنائے تو بچے جو ہے علم نہیں حاصل کرسکتا۔یہ قانون بن گیا
کہ کچھ سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو قربت حاصل ہو۔اب قربت کا کیا
طریقہ اختیار کیا جائے۔ ماشاء اللہ اب آپ اتنے سارے شاگرد ہوگئے تو اب یہ تو
ممکن نہیں ہے کہ استاد ہر گھر میں جا کے کنڈی بجائے کہ بھئی میں آگیا
ہوںسمجھ سے سیکھ لو جو یہ ہورہا ہے ۔ میرے ساتھ تو تقریباً یہی ہورہا ہے۔وہ
یورپ والے کہتے ہیں ہمیںآکر سکھا دو۔ لاہور والے کہتے ہیں ہمارے ہاں آکر
سکھا دو۔پنڈی والے کہتے ہیں جی ہم انتظار میں بیٹھے ہیں بس آپ آئیں اور علم
کے فوارے چھوڑ دیں اور ہم سیکھ لیں۔تو اب یہ سوچ سوچ کے پھر یہی ایک حل
سمجھ میں آیاکہ بھئی کم از کم مہینے ایک بار ہی سہی آپ لوگوں سے قربت
حاصل ہواور اس قربت سے آپ کو جو سیکھنا ہے جس کے لئے آپ نے سلسلے کو
قبول کیا ہے ۔ سلسلے کے جو اغراض و مقاصد ہیں قواعد و ضوابط ہیںان پر
عمل کرنے کا آپ نے وعدہ کیا ہے ۔ تو وہ ایک اس کی قربت کا ایک ہمارے پاس
یہی ایک طریقہ ہے کہ ہم آپ کو بلائیںاور آپ کو اپنی باتیں سنائیںاور آپ کو اس
طرف متوجہ کریں کہ یہ دنیا عارضی دنیا ہے۔اس سے کوئی آدمی انکار نہیں
کرسکتا۔ دیکھئے آپ کے سامنے نانا دادا بنا بیٹھا ہوں۔میرے ابا بھی چلے گئے میری
اماں بھی چلی گئیں۔میرے دادا بھی چلے گئے میرے نانا بھی چلے گئے۔اور تو اور
میرے مرشد بھی تشریف لے گئے۔تو اب یہ ہے کہ جب میں نانا بن گیا میں دادا بن
گیا تو جیسے میرے دادا نانا چلے گئے مجھے بھی جانا ہے۔اللہ آپ سب کو دادیاں
نانیان بنائیں دادے نانے بنائیں۔بہت ساری آپ کی نسل چلے۔آپ کو بھی جانا ہے ۔
دنیا میں جو بھی آگیااسے یہاں رہنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا... کل نفس
ذائقة الموت ...کہ جو پیدا ہوگیا ہے اسے یہاں سے بہرحال جانا ہے۔تو اب
سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب وہاں آپ جائیں گے تو آپ کے پاس تھوڑا سرمایہ
بھی ہونا چاہئیے۔گھر بھی ہونا چاہئے۔وہاں پہ رشتہ داری بھی ہونی چاہئے۔
وہاں کے لئے کوئی سفر کے لئے کوئی سامان بھی ہونا چاہئے۔آپ سب لوگ بہت
ٹھنڈے دل سے ، آرام سے ابھی ایک منٹ کے لئے سوچیںکیا ہمارے پاس جب ہم
امریکہ جاتے ہیں۔ہمارے پاس پیسے نہیں ہوتے؟ یا ہم برطانیہ جاتے ہیں، لاہور
جاتے ہیں۔دوسرے شہر جاتے ہیں۔ہمارے سامنے ٹھکانہ نہیں ہوتا؟ بھئی ہماری خالہ
ہیں، دوست ہے، فلاں ہے ، یہ ہے ، وہ ہے۔جب ہمیں اس دنیا سے اس دنیا میں
جانا ہے۔ اچھا اس دنیا میں کتنا رہنا ہے؟ زیادہ سے زیادہ ، زیادہ سے زیادہ بہت
عمر ہوگئی سو سال رہنا ہے۔اور اس دنیا کا تو پتہ ہی نہیں ایک لاکھ سال رہنا

ہے پانچ ہزار سال رہنا ہے ، دو ہزار سال رہنا ہے، چار ہزار سال رہنا ہے۔ تو
سوچنے کی بات یہ ہے کہ آپ سب لوگ بہت ہی ٹھنڈے دل سے غیر جانبدار ہوکر
یہ سوچیںکیا اس دنیا میں جانے کے لئے ہمارے پاس کوئی سرمایہ ہے؟ وہاں کوئی
گھر ہے؟ وہاں کوئی ہمارا دوست ہے؟ کہ جس کے پاس جائیں گے بھائی ایک دو
دن وہ ہمیں ٹھہرالے؟ کیا جواب ہے آپ سب کا؟ بات کوئی مشکل نہیں ہے۔آپ
مرنے کے بعد کی دنیا کویہ تصور کریں کہ ایک ملک سے آپ دوسرے ملک جارہے
ہیں۔جب آپ ایک ملک سے دوسرے ملک جاتے ہیں سب سے پہلے تو یہ ہے اگر
آپ کسی ٹھنڈے ملک میں جارہے ہیںتو آپ پہلے اس کا انتظام کرتے ہیںکہ کپڑے
سردی سے بچاؤ کے لئے کپڑے ہونے چائیں، پیسے بھی ہونے چاہئیں تھوڑے سے تو
جب ہمارا گزارا اس دنیا کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں بغیر سرمایہ کے نہیں
ہوتاتو مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے کیا اس کے لئے ہمارے پاس کوئی سرمایہ
ہے؟ کیوں جی؟ بھائی بتاؤ ناں ہے تو بتاؤ ہے؟ نہیں ہے یا ہے؟ جب نہیں ہے تو
وہاں بھائی کس طرح رہوگے؟ اتنی لمبی زندگی کس طرح گزاروگے؟ یہاں تو
سہارا بھی ہے ... دیکھیں یہاں بچے پیدا ہوا ماںباپ نے سنبھال لیا،بہن بھائیوں نے
سنبھال لیا۔بچے بڑا ہوگیا۔ جوان ہوگیا۔وہاں تو ماں باپ ہیں نہیں۔ماں باپ تو
یہاں کی چیز ہیں۔ وہاں تو کوئی اماں ابا نہیں ہیں۔نہ کوئی بھائی ہے نہ کوئی
بیوی ہے نہ کوئی شوہر ہے۔ وہاں تو ہر آدمی کو اپنی زندگی خود گزارنی ہے۔
جیسی بھی ہے۔اگر اچھی ہے تو اچھی گزرے گی۔اگر اچھی نہیں ہے تو بری گزرے
گی۔تو جب وہاں کے لئے آپ کے پاس کوئی گھر نہیں ہے کوئی در نہیں ہے کوئی
پیسہ نہیں ہے کوئی کپڑے نہیں ہیںکوئی وہاں آپ کا دوست نہیں ہے تو آپ اتنی
طویل زندگی آخر کس طرح گزاریں گے؟ اچھا آپ یہ کہتے جی زندگی پتہ ہے یا
نہیں ہے۔ یہ بات اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اللہ نے کیاکہا ہے کہ زندگی ہے اور
اللہ کے رسولﷺ نے یہ بتایا کہ زندگی ہے۔اولیاء اللہ سارے کہتے ہیں زندگی ہے
اور وہ اولیا اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ نے محض زبانی بات نہیں فرماتے وہ کہتے
ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ ایسا ہے۔جتنے اولیاء اللہ ہیں سب بتاتے ہیں کہ وہ دنیا
بھئی اسی طرح کی دنیا ہے ۔ کھانا پینا سب کچھ ہے۔جب ہمارے پاس کوئی
سرمایہ نہیں ہے ۔ ہمارے پاس وہاں کوئی گھر نہیں ہے۔تو وہاں ہماری زندگی
اچھی گزرے گی یا برباد گزرے گی؟ بھئی جو یہاں دیکھئے ناں کتے بلی جو ہیں ان
کے گھر تھوڑے ہی ہوتے ہیںوہ بھی زندگی گزار رہے ہیں۔لیکن انسان ہے انسان
کا یہ وصف ہے کہ وہ بستی میں رہتا ہے گھر بناتا ہے آرام و آسائش کا سامان
اللہ تعالیٰ کے وسائل کے تحت اکھٹا کرتا ہے ۔ خوش رہتا ہے ناخوش بھی رہتا
ہے۔لیکن وہاں سوائے ناخوشی کے کون سی چیز ہے جس کو ہم ساتھ لیکر
جارہے ہیں؟ ایک ہی جواب ہوگا کچھ نہیں۔جب کچھ نہیں ہے۔مرنے سے تو
کوئی بھی آدمی انکار کر نہیں سکتا۔مفر ہے نہیںوہ تو مرنا ہے اس لئے کہ
مسلسل ایک تجربہ ہے۔دادا پردادا، نانا پرنانا، نانی، ماں ، ابا، بہن ، بھائی...
سبھی چلے جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ کا مشن یہ ہے کہ نوع انسانی کو اس بات سے

آگاہ کردیا جائے کہ یہاں کے بعد جو زندگی ہے بڑی کٹھن زندگی ہے۔بہت تکلیف
کی زندگی ہے۔یہاں آپ نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔توبہ استغفار بھی کرسکتے
ہیں۔روزہ بھی رکھ سکتے ہیں۔کسی کا روزہ کھلوا بھی سکتے ہیں۔وہاں تو
نماز روزہ ہے ہی نہیں۔وہاں نماز کا ثواب واب نہیں ملتا۔نماز آپ وہاں پڑھیں۔
ضرور پڑھیں۔لیکن ... الدنیا مزرعة الآخرة... اگر آپ نے یہاں نمازیں صحیح
کرلیں۔ اگر آپ نے یہاں روزے صحیح رکھ لئے۔ اگر آپ نے یہاں حقوق العباد کا
خیال کیا۔تو وہاں اس کا اجر آپ کوملے گا۔اور اگر نہیں کیاتو اجر نہیں ملے گا
اس کا۔سارا قرآن پڑھیں اس میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جو یہاں کروگے وہ
وہاں بھروگے۔اس قربت کے حوالے سے جو آپ حضرات زحمت کرکے یہاں تشریف
لاتے ہیں اور ہم سے آپ کو قربت نصیب ہوجاتی ہے۔ ایک نشست میں ہم لوگ
بیٹھ جاتے ہیمنشاء یہی ہے کہ آپ کے ذہن میں اس دنیا کا اور اس دنیا کا صحیح
نقشہ آجائے۔اگر ہمارے اندر یقین راسخ ہوجائے کہ اس دنیا کے بعد بھی دوسری
دنیا ہے تو ہم لازماً اس دنیا کی کچھ نہ کچھ تیاری کریں گے۔اس دنیا میں اور
اس دنیا میں ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔لیکن سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ارشاد کے مطابق اگر انسان یہاں بیٹھ کر کوشش کرے اور اس پردہ کو ہٹانا
چاہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور اس دنیا کا تمام ریکارڈ اس دنیا کی پوری
زندگی اور اس دنیا کے شب و روز سامنے آجاتے ہیں۔اسی بات کو رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا... موتوا قبل انت موتوا... مرجاؤ مرنے سے پہلے۔یعنی اس دنیا میں رہتے
ہوئے اس سے پہلے کہ موت آئے یا ملک الموت آپ کے پاس آکر کھڑا ہوجائے کہ
چلو جی بس چھٹی۔ اس سے پہلے کہ ملک الموت آئے آپ اس دنیا سے وقوف
حاصل کرلیں۔جب آپ اس دنیا سے وقوف حاصل کرلیں گے تو اس دنیا کی جو
ضروریات ہیں۔ اس دنیا کی جو لوازمات ہیان سے بھی آپ واقف ہوجائیں گے۔
اور جب واقفیت حاصل ہوجائے گی تو آپ اس دنیا میں جانے کے لئے سرمایہ جمع
کریں گے۔اور اس دنیا میں رہنے کے لئے سرمایہ کیا ہے؟ وہ ہمارے اعمال ہیں۔
اچھے اعمال سرمایہ ہے۔ برے اعمال خسارہ ہے۔والعصر ان الانسان لفی خسرالا
الذین امنوا و عملوا الصالحات ... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انسان گھاٹے میں ہے ،
خسارے میں ہے۔اگر اس کا کوئی سرمایہ ہے ، اگر اس کا کوئی بینک بیلنس ہے ،
اگر اس کی کوئی جمع پونجی ہے تو وہ اس کے اچھے اعمال ہیں۔اچھے اعمال کی
تشریح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سب جانتے ہیاچھے اعمال کسے کہتے
ہیں۔سب سے اچھا عمل تو حضور پاک ﷺ نے یہ فرمایا کہ جو اپنے لئے چاہو وہ
اپنے بھائی کے لئے چاہو۔کسی کی حق تلفی نہ کرو۔غصہ نہ کرو۔حسد نہ کرو۔
کسی کی دل آزاری نہ کرو۔اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کرتوبہ استغفار کرتے
رہو۔نیکیوں کو اختیار کرو اور برائیوں سے اجتناب کرو۔یہ ایسی باتیں ہیں کہ
جس کو بتانے کی سمجھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ہم جو آپ کو یہاں بلاتے
ہیاور مسلسل ایک چالیس سال سے ایک سلسلہ شروع ہے اس کے پیچھے ہمارا
منشاء یہ ہے کہ اس زندگی اور اس زندگی کا تقابلی جائزہ آپ کے سامنے آجائے ۔

آپ اس بات کا انتخاب کرسکیں کہ اس دنیا میںچند روز رہنا ہے اور اس دنیا میں
زندگی بنانا ہے۔توچند روزہ زندگی میں ہمیں کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیںکتنی
جدوجہد اور کوشش کرنی پڑتی ہے تو جہاں آپ کو مستقل رہنا ہے تو وہاں کے
لئے کیونکہ وہاں اعمال صالحہ جو ہے جو یہاں کے اعمال صالحہ ہیں وہ وہاں
کام آئیں گے۔ وہاں جو بھی کچھ ہے ... الدنیا مزرعة الآخرة... کھیتی کاٹنا ہے۔بونا
یہاں ہے کاٹنا وہاں ہے۔وہاں زمین تو ہے لیکن اس میں کاشت نہیں کی جاتی۔
زمین یہاں کی، بیج یہاں ڈالیں گے کاشت وہاں کریں گے۔اولیا اللہ کا یہی درس
ہے یہی پیغام ہے کہ ہر انسان اس بات سے آگاہ ہوجائے کہ یہ دنیا عارضی دنیا
ہے۔اور اس دنیا میں جو کچھ بھی آدمی کرتا ہے۔ خیر کرتا ہے یا شر کرتا ہے
وہی اس کی وہاں کی زندگی ہے۔جب کوئی انسان نفع اور نقصان سے واقفیت
حاصل کرلیتا ہے قدرت کا ایک نظام ہے خودبخود اس کا قدم نفع کی طرف اٹھتا
ہے۔اگر ہمیں اس دنیا کے بارے میں معلومات نہیں ہوئی تو پھر نفع کی طرف
ہمارا قدم نہیں اٹھے گا نقصان ہی نقصان ہوگا۔ اس دنیا سے واقفیت کا کیا
طریقہ ہے اس دنیا سے واقفیت کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس دنیا کو غیب کے
علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دے سکتے۔ایسا غیب جو ہماری ان آنکھوں سے نظر
نہیں آتا۔لیکن اس دنیا اور اس دنیا کے درمیان جو پردہ غیب بنا ہوا ہے اس پردے
کو ہم اٹھا سکتے ہیں۔اور اس پردے کو اٹھانے کا جو طریقہ ہے وہ اولیاء اللہ نے
جو بتایا ہے وہ مراقبہ ہے۔مراقبہ کرنے سے انسان کے اندر ایسی صلاحیت بیدار
اور متحرکۓ ہوجاتی ہے کہ جس کے ذریعے انسان غیب کی دنیا سے روشناس
ہوجاتا ہے ۔اور مرنے کے بعد کی دنیا سے بھی اس کو اسی طرح روشناسی
حاصل ہوجاتی ہے جس طرح اس دنیا سے وہ روشناس ہے۔جنت کی سیر کتاب
آپ لوگوں نے غالباً پڑھی ہوگی اس میں اعراف کا کافی حال احوال درج ہے ۔
وہاں عجیب صورتحال ہے کھانا وہاں فری ہے۔کپڑا وہاں فری ہے۔رہائش وہاں
فری ہے۔کوئی کرایہ بھاڑا نہیں ہے۔ بجلی کا بل وہاں نہیں آتا ۔ گیس کا بل
وہاں نہیں آتا۔چولہا ہانڈی وہاں نہیں ہوتا۔ لانڈریاں وہاں نہیں کھلی ہوئی کہ
صاحب کپڑے آپ کو دھونے ہیں۔اسٹور ہیں بڑے بڑے آپ دن میں چار دفعہ کپڑے
بدل لیں۔ سال میں آپ ایک دفعہ بھی نہ بدلیں کوئی آپ کو کہنے والا نہیں ہے۔
میرا خیا ل ہے مسلمان تو ہفتے کے ہفتے ہی بدلتے ہوں گے۔اس لئے کہ وہ جمعہ
کے علاوہ تو کہتے ہیں ثواب ہی نہیں ملتا نہائے بغیرہ نہانے کا بھی یہی حال
ہے۔ وہاں میں نے عجیب منظر جو لوگ بتاتے ہیں عجیب منظر کہ ایک دیگ میں
اب اس میں اچھے اعمال کے لوگ بھی ہیں برے اعمال کے لوگ پلاؤ پک گئی۔
بھی ہیں۔ سب جارہے ہیں کھانا کھانے۔یہ بڑی عجیب بات ہے ایک ہی کھانا
ہے ۔ ایک ہی دیگ ہے۔ایک ہی قسم کے چاول ہیں۔جب وہ آدمی جس نے یہاں
سے کوئی سرمایہ وہاں نہیں بھیجا ۔ یعنی اعمال صالحہ کا وہاں اس کا ذخیرہ
نہیں ہے جب وہ چاول کھاتا ہے کہتا ہے یہ تو بڑا ہی بدبو دار چاول ہے ۔اس
میں تو کنکنی ہے۔اس میں تو نمک کی کمی ہے۔یہ تو حلق سے ہی نہیں اتر

رہے ہیں۔کس قسم کا بدمزہ کھانا ہے۔وہی کھانا جب اعمال صالحہ والا کھاتا ہے وہ کہتا ہے سبحان اللہ! کیا خوشبو ہے ، کیا عمدہ کھانا ہے۔یعنی یہ بات بہت غور طلب ہے اعمال کے حساب سے انسان کی حسوں میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔اگر کسی آدمی کے اعمال صحیح نہیں ہیںتواس کی سونگھنے کی جو حس ہے قوت شامہ ہے وہ خوشبو کو بدبو سونگھے گی۔اس کے اندر جو قوت ذائقہ ہے شیریں اور بہترین عمدہ خوش ذائقہ کھانے کو بدذائقہ حس محسوس کرتی ہے۔وہی کھانا جب اعمال صالحہ والا کھاتا ہے ، تو کہتا ہے کس قدر خوش ذائقہ کھانا ہے۔ لذیذ کھانا ہے۔خوشبو دار کھانا ہے۔یہی صورت حال وہاں لباس کی ہے۔یہی صورت حال وہاں رہائش کی ہے۔ یہی صورت حال وہاں نیند کی ہے۔ یہی صورت حال وہاں تقریبات کی ہے۔ تقریبات بھی ہوتی ہیں وہاں۔ بہت تقریبات ہوتی ہیں۔وہ تقریبات کو بھی کہتے ہیں کیا بکواس ہے توبہ نعوذ باللہ ڈھول بج رہے ہیں یہ ہورہا ہے وہ ہورہا ہے۔دوسرا آدمی کہے گا واہ سبحان اللہ کیا سریلی آواز ہے ، ان سب کو آپ غور سے سنیں ، اس میں ذرا تھوڑی سی گہرائی ہے کہ اعمال صالحہ سے آدمی کے حواس بھی صالح ہوجاتے ہیں۔ نیکیوں سے انسان کے اندر انوار اور تجلیات کا ذخیرہ ہوتا ہے ، اس ذخیرے کے بنیاد پر انسان کی حس میں تبدیلی آجاتی ہے۔غم باہر جاتا ہے خوش در آتی ہے۔خراب ذائقہ اچھا لگتا ہے ، بدصورت آدمی خوبصورت لگتا ہے۔لیکن اگر اعمال صالحہ نہیں ہیں اعمال بد ہیں تو خوبصورت شکل بھی بدصورت نظر آتی ہے۔اچھا کھانا بھی برا لگتا ہے۔اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ جی یہ توکہانی بتارہے ہیں۔یہ کہانی نہیں ہے ،ایک آدمی غمگین اور پریشان حال ہے آپ سوچ کر بتائیں ایک غمگین اور پریشان آدمی کے سامنے جب کوئی ہنستا ہے وہ کہتا ہے میاں تمہیں کوئی کام ہی نہیں ہے ہروقت دانت ہی نکالتے رہتے ہو؟یعنی اس کو غمگین اور پریشان آدمی کو ہنستا ہوا آدمی برا لگتا ہے۔اور خوش مزاج آدمی کو ، پرسکون آدمی کوروتا ہوا آدمی برا لگتا ہے میاں دنیا کیا ختم ہوگئی کیا قیامت آگئی کیا ؟ کیوں رو رہے ہو بھئی؟ تو جب انسان کی خوشی اور غم سے اس کے حواس اثر انداز ہوتے ہیںتو وہ تو مرنے کے بعد کی بات ہے بھئی وہاں تو یہ جسم ہے ہی نہیں۔وہاں تو خالص جسم ہے۔جو جسم حواس بناتا ہے۔یہاں وہ جسم ہے جس پر حواس اپلائی کرتے ہیں۔مرگیا آدمی کہاں گیا۔حواس بنانے والی ایجنسی کوئی اور ہے۔آدمی مرجاتا ہے ناں؟ اس میں حواس رہتے ہیں؟ سونگھنے کے حواس، چھونے کے حواس کسی قسم کے کوئی حواس نہیں رہتے۔وہاں جو آدمی رہتا ہے وہاجو خاتون رہتی ہیںوہاں جو جوان یا بوڑھا رہتا ہے وہ خالص جسم سے رہتا ہے۔اس جسم سے رہتا ہے جو جسم حواس بنا کر اس مادی جسم پر اپلائی کرتا ہے اور مادی جسم پر اطلاق ہوتا ہے ان حواس کا۔اب اس باریکی پر ذرا آپ غور فرمائیں کہ جب یہاں مصنوعی حواس متاثر ہوتا ہے پریشانی سے تو اصل حواس جو اس جسم کو جو وہاں پریشانی لاحق ہوگی اس کے ساتھ کیا گزرے گا؟ اچھا گزرے گا یا برا گزرے گا؟کیا

میرا خیال ہے تم لوگ بوجھل ہوگئے؟ اس کی طرف اعمال صالحہ اور برے عمل
کی طرف ... اب آپ میں وہ لوگ بھی ہیں جو اعمال صالحہ کرتے ہیں جی ہاں
جنتی ہیں۔جنتی لوگ ہر چیز کو اچھا سمجھتے ہیں۔اس لئے کہ وہ اچھے ہی
ماحول میں رہتے ہیں۔نہریں ہوں گی پانی کی شفاف، موتی جیسا پانی ، شہد
کی نہریں ہوں گی۔ دودھ کی نہریں ہوں گی۔باغات ہوں گے، پھول ہوں گے،
پھل ہوں گے۔بہترین سہانہ موسم ہوگا۔بادل ہوں گے ، بارشیں ہوں گی ،
بوندا باندی ہوگی۔اب ظاہر ہے وہ جو لوگ ہیںجو اس ماحول میں اس فضا میں
رہتے ہیںتو وہ کیا ان لوگوں سے راوبط و ضبط رکھیں گے اپنا کوئی تعلق رکھیں
گے؟نہیں رکھیں گے۔ اماں نیک ہے بیٹا بد ہے۔تو اس کی تو فضا ہی الگ ہے ان
کی تو فضا ہی الگ ہے۔لیکن اگرماں بھی نیک ہے بیٹا بھی نیک ہے چونکہ دونوں
ایک فضا میں ہیں ماں بیٹے کا رشتہ تو نہیں ہوگا لیکن ماں اور بیٹے کا تعلق اور
محبت برقراررہے گا۔اس لئے ضروری ہے کہ ایسے اعمال کو اختیار کئے جائیں
ایسے سرمایہ کا انتخاب کیا جائے کہ جس سرمایہ سے ہمیں خوشی میسر آجائے۔
جب وہ خوشی میسر آئے گی سبھی کوشش کریں گے تو خوش رہنے والے بندے
ہی ایک جگہ رہیں گے۔غمگین رہنے والے بندے ایک جگہ رہیں گے۔اب کوے کی
مثال دیتے ہیں کوا بھی پرندہ ہے اور کبوتر بھی پرندہ ہے۔کبھی آپ نے نہیں دیکھا
ہوگاکہ کوؤں کی دوستی کبوتروں سے ہوئی ہوگی ، کبوتروں کی دوستی کوؤں
سے ہوئی ہوگی۔دیکھا ہے کسی نے؟ کیوں بھئی کسی نے دیکھا ہے کہ کوؤں نے
کہا کائیں کائیں میں تو تمہارے ساتھ دوستی کروں گا کبوتر کہے گا غٹر
غوں بھاگو بھائی میرا تمہارے ساتھ کیا تعلق؟بالکل یہی صورت حال اعمال بد کی
اور اعمال نیک کی ہے۔ یہ جتنے سلاسل ہیںاولیاء اللہ نے جتنے سلسلے قائم کئے
ہیںان کی تعلیمات بھی یہی ہیںکہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا کا بھی خیال
کرو۔اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا کی جنت کو حاصل کرو۔جب اس دنیا پر
آپ جنت بنالیں گے تو لامحالہ جب وہاں جائیں گے تو وہاں بھی آپ کو جنت ملے
گی۔لھا ماکسبت و لھم ماکسبتم... اب آ پ نے یہاں سارے ہی کام جنت کے کئے تو
آپ کی کمائی کیا ہوگی؟ جی کیا کمائی ہوئی؟ جنت ہی ہوئی ناں؟ وہاں بھی
جنت ملے گی۔اور اگر اس دنیا میں آپ نے جنت کی کمائی نہیں کی تو اب یہ آپ
کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ نے شہتوت کا درخت بویا ہی نہیں ہے درخت
ہی آپ نے کانٹوں کا بویا ہے اس سے تو شہتوت نہیں لگیں گی۔اس میں تو کانٹے
ہی لگیں گے۔تو یہ جتنے بھی سلاسل ہیںان سلاسل کا مقصد ہی یہ ہے کہ پوری
نوع انسانی اور خصوصاً سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو یہ درس
دیا جائے یہ سبق سکھایا جائے اس بات کی پریکٹس کرادی جائے کہ اس دنیا میں
رہتے ہوئے اس دنیا کو جنت بنانا ہے۔مثلاً ایک آدمی یہاں خوش رہتا ہے ، ایک
آدمی یہاں غمگین رہتا ہے۔اب آپ یہ بتائیے خوش رہنے والا جنتی ہے یا غمگین
آدمی جنتی ہے؟ خوش رہنے والا جنتی ہے۔لیکن ہمارا فی العمل ... فی العمل
ہماری جو زندگی ہے ، ہمارا جو رویہ ہے اس رویے میں ہمیں یہ بات نظر آتی

ہے کہ کوئی آدمی خوش رہنا ہی نہیں چاہتا۔سب کچھ ہے خوشی نہیں ہے۔
شوہر بھی ہے بیوی بھی ہے۔بچے بھی ہیں۔ الحمد للہ گھر بھی ہے کاروبار بھی
ہے۔گاڑی بھی ہے۔ سبھی کچھ ہے۔لیکن آدمی خوش نہیں ہے۔ یہ ایسا کیوں ہے؟
بھئی ماشاء اللہ اتنے سارے لوگ بیٹھے ہیں بتائیے کون سی ایسی نعمت ہے جو
اللہ نے آپ کو نہیں دی ہے؟ اگر تھوڑا سا کاروبار خراب ہوگیا ، نوکری نہیں ملی
چند دن کے لئے، مل جائے گی۔بھئی کھانے کو ، پہننے کو رہائش کو، خاندان سبھی
کچھ تو ہے۔پھر کیوں ناخوش ہیں؟ کیوں بھئی کیوں ناخوش ہیں؟ حضور قلندر
بابا سے میں نے یہی سوال جو آپ سے کررہا ہوں ان کی خدمت میں بھی عرض
کیا تھاکہ صاحب سب کچھ ہے آدمی خوش کیوں نہیں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا
بھائی آدمی خوشی سے واقف ہی نہیں ہے تو خوش کس طرح ہوگا؟ جن چیزوں
کے پیچھے خوشی ہے ہی نہیں وہ ان کو خوشی کا ذریعہ کہتا ہے۔تو اگر کڑوے
کو میٹھا کہنے لگو تو تمہارے کہنے سے کڑوا میٹھا تو نہیں ہوجائے گا وہ تو کڑوا
ہی رہے گا۔ خوش ہم اس لئے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے اس مادی وجود کو اصل
سمجھ لیا ہے۔خوش ہم اس لئے نہیں ہیں کہ ہم نے یہ بات نوٹ کرلی ہے یقین
کرلی ہے غلط یقین کرلی ہے کہ ہمیں اس دنیا سے جانا نہیں ہے ہمیں یہیں
رہنا ہے۔خوش ہم اس لئے نہیں ہیں کہ جو چیزیں ہمیں حاصل ہیں ہم نے
کبھی ان کا اللہ کا شکر ادا نہیں کیا ۔ جو چیزیں ہمیں حاصل نہیں ہیں۔ہم نے
ہمیشہ ہی اللہ کا شکر ادا کیا۔آنکھ ہیں ناک ہے کان ہیں اور دوسری اللہ کی
بے شمار نعمتیں ہیں۔ آپ بتائیے کہ اگر ہم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرکے اس کا
شکر ادا کرنا شروع کردیں کیا ایسی کوئی گنجائش نکلتی ہے کہ جہاں ہم
ناخوش ہوں؟ یہ جسم ہے ہمارا ہڈیوں کا ڈھانچہ اسٹرکچر اب اس میں گردے
پھیپھڑے دل آنتیں دماغ بھیجہ یہ سب بنادئیے ہیں انہوں نے ہڈیاں ۔ اس ڈھانچے
کی اس اسٹرکچر کی جو قیمت ہے اگر آپ کی یہ ساری ہڈیاں تبدیل کردی
جائیں تو دو کروڑ روپے لاگت آئے گی۔جتنے یہاں لوگ بیٹھے ہیں۔ہر آدمی کی ہڈیوں
کا اسٹرکچر ، ہر آدمی کی ہڈیوں کا ڈھانچہ دو کروڑ روپے کا ہے۔خدانخواستہ
ہڈی ٹوٹ جائے ہاتھ بھی لگوادو۔ ٹانگ ٹوٹ جائے ٹانگ کی ہڈی لگوالو۔پسلی
ٹوٹ جائے پسلی لگوالو۔ہنسلی ٹوٹ جائے ہنسلی لگوالو۔تو اگر یہ ساری ہڈیاں
ابھی گوشت پوست پٹھے وٹھے نہیں ہیں۔ آپ ساری لگوائیں تو اس کے دو کروڑ
روپے قیمت ہے۔ آپ غور فرمائیں کون سا ایسا بند ہ ہے کہ جو اس دو کروڑ روپے
کی مشین کا شکریہ ادا کر رہا ہے؟ اس مشین کو چلانے کے لئے آپ کو ہوا چاہئے
مفت ہے ہم نے کتنا شکریہ ادا کیا اللہ تعالیٰ کا؟ اس مشین کو چلانے کے لئے اللہ
تعالیٰ نے وسائل پیدا کئے سبزیاں اگائیں ، اناج پیداکیا، پھل پیدا کئے ، بارش
برسائی، زمین بنائی، بتائیے ہم نے کتنی دفعہ شکر ادا کیا؟ جو چیزیں ہمیں حاصل
ہیں وہ ہماری نظر میں ہی نہیں ہیں۔جو چیزیں ہمیں حاصل نہیں ہیں اس کا
ہم شکر ہی ادا نہیں کرتے۔اس ناخوشی کا اور اس ناخوشی کی جو بنیاد ہے وہ
یہ ہے کہ ہم اس مادی وجود کو ہی اصل سمجھتے ہیں اس مادی وجود کو چلانے

والی جو شئے ہے یعنی روح اس کے بارے میں ہم نہیں سوچتے ہیں ۔ یہ جتنے بھی
سلاسل ہیں ان سلاسل کے اسباق میں یہی بات پائی جاتی ہے اسی کی پریکٹس
کرائی جاتی ہے ، اسی کا پریکٹیکل کرایا جاتا ہے کہ یہ مادی وجود کو چلانے والا
جسم اصل ہے جس کو ہم روح کہتے ہیں۔جب کوئی بندہ اپنے اس اصل جسم
کو جان لیتا ہے پہچان لیتا ہے تو وہ سچی خوشی سے واقف ہوجاتا ہے۔اور جب
تک کوئی انسان فکشن میں، مفروضے میں ، گھٹنے والی چیز میں ، سڑنے والی
چیز میں ، فنا ہوجانے والی چیز میں ، نیست و نابود ہونے والی چیز میں ، مٹی کے
ذرات میں تبدیل ہونے والی چیز میں اپنا دماغ لگاتا ہے ناخوش رہتا ہے۔مطلب یہ
نہیں ہے کہ آپ زندہ ہیںتو اس مادی وجود کو ملیامیٹ کردیں۔نہیں!اس کی بھی
ذمہ داری ہے اس کی بھی حفاظت کرنی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت
خوبصورت تصویر بنائی ہے... ھوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ... اللہ
تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کہتے ہیں دیکھو میں نے ماں کے پیٹ میں کیسی کیسی
خوبصورت تصویریں بنائی ہیں بے شک کیا یہ سب خوبصورت تصویریں نہیں
ہیں؟ اس کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ لیکن یہ خوبصورت تصویر گھٹنے والی
ہے۔ یہ خوبصورت تصویر اللہ کے نظام کے تحت فنا ہونے والی ہے۔ یہ خوبصورت
تصویر مٹی میں جاکر مٹی کے ذرات میں تبدیل ہوجانے والی ہے۔اصل تصویر اصل
انسان وہ ہے جو اس تصویر کو بڑھا رہا ہے جو اس تصویر کو گھٹا رہا ہے جو
اس تصویر کو فنا کر رہا ہے اور جو اس تصویر کو نئے نئے رنگ روپ دے رہا ہے۔
اور اس کو آپ روح کہتے ہیں۔تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرز فکر کا
پرچار کرنے والے اولیاء اللہ انسانوں کو یہ درس دیتے ہیںیہی سبق دیتے ہیںکہ اس
دنیا میں رہتے ہوئے اس سچی خوشی کو تلاش کرو جس سچی خوشی کو زوال
نہیں ہے۔اس دنیا میں رہتے ہوئے اس زندگی کا مشاہدہ کرلو جس زندگی میں
ٹوٹ پھوٹ نہیں ہے۔اس دنیا میں رہتے ہوئے اس عالم کو دیکھ لو ، سمجھ لو ،
وہاں سے گھوم پھر کر واپس آجاؤ کہ جس کی زندگی کا کوئی پیمانہ نہیں ہے
کوئی وسعت نہیں ہے کہ سو سال کے بعد مرجائے گا اسی سال کے بعد مرجائے
گا۔یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پیغام ہے یہی ان کے وارث اولیاء اللہ کا
پیغام ہے ۔اور یہی پیغام حضور قلندر بابا اولیاء کا پیغام ہے ۔ کہ ہم آپ کو ایک
اور ایک دو اور دو اور دو چار کے حساب سے جو صحیح بات ہے وہ آپ کو بتاتے
.............................رہیں گے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو اپنے شاگرد کو یہ معلومات دیں ۔ اس کے
ساتھ ساتھ آپ کا بھی فرض ہے کہ جو کچھ آپ یہاں سنیں وہ محض لفظ لے کر
نہ جائیں کہ واہ بھئی! کیا اچھی تقریر کی۔ایسا لگتا تھا پورا ہال خاموش ہے
لوگ بیٹھے ہوئے تھے خاموشی سے۔ اس سے کچھ نہیں ہوگا۔آپ نے محنت کی ہے
دور دراز سے آپ لوگ تشریف لائے ہیں ۔ اپنا وقت خرچ کیا ہے ۔کئی گھروں میں
تو ایسا ہوا ہوگاکسی کے خاوند ناراض ہوئے ہوں گے کسی کی بیوی ناراض ہوئی
ہوگی۔کسی کے بچے ناراض ہوئے ہوں گے۔ کہیں والدین بھی ناراض ہوئے ہوں

گے کہ ہمارے بچے کہاںکہاں عظیمی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔تو یہ سب کچھ
جو آپ برداشت کرکے یہاں تشریف لائے ہیںتو آپ کے یہ ذمہ داری ہے آپ کا یہ
فرض ہے کہ آپ اس دنیا کواور اُس دنیاکو جو اس کے بعد ہے خود اور جو بھی
اپنے سمجھنے کی کوشش کریںاور اس کا طریقہ یہی ہے کہ جو اسباق سلسلہ
عالیہ عظیمیہ کے آپ کو بھیجے گئے ہیںان پر عمل کریں۔ مراقبہ میں کوتاہی نہ
کریں۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا لٹریچر پڑھیں۔ لٹریچر بہم پہنچانے کے لئے خود
آپ کسی آدمی کے حالات ایسے نہیں ہوتے کہ کتابیں خرید سکے اس کے لئے
عظیمیہ روحانی لائبریاں جگہ جگہ قائم کی گئی ہیں۔ اس کا منشاء بھی یہی ہے
کہ آپ لوگ وہاں جائیں کتابیں لیں لٹریچر پڑھیںجو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو
سمجھنے کی کوشش کریںاپنے سے جو زیادہ جاننے والے ہیںیہ بھی ہوسکتا ہے اگر
آپ لوگ چاہیںجو کچھ آپ پڑھتے ہیں،جو کچھ آپ سنتے ہیں ان میں کوئی آپ کو
اشکا ل ہے ۔ کوئی بات آپ کو سمجھ میں نہیں آتی ۔ آپ ہمیں خط لکھیں ۔
جب ہم یہ دیکھیں گے کہ ہمارے پاس دس بارہ پندرہ بیس پچاس سو ال آگئے
ہیںتو ہم آپ کو اسی طرح بلائیں گے ہم کہیں گے بھئی پوچھو ہمیں کوئی شوق
تھوڑے ہی ہیں کہ تقریریں ہی سناتے رہیں۔ اگر آپ سمجھنا چاہیں اور سمجھنا
چاہئیے تو یہ بھی ایک نشست ایسی بھی ہوسکتی ہے سوال جواب کی نشستیں۔
بس اس میں تقریر ہوگی نہیں۔ایک آدمی کے سوال سے دس آدمی مستفیض
ہوں گے بیس آدمی مستفیض ہوں گے۔تو انشاء اللہ اس میں بھی کوئی مشکل
اللہ تعالیٰ مجھے   کام نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمت دے ، توفیق دے۔
بھی ہمت اور توفیق عطا کرے کہ حضور قلندر بابا اولیا کی تعلیمات کو ہم
پڑھیں، سمجھیں، غور کریںاور اس پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔
یہ انہوں نے منتظمین نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے کہ چونکہ سارے لوگ یہاں
نہیں آسکتے اور سنی سنائی بات پوری ایک گھنٹے کی ڈیڑھ گھنٹے کی یاد بھی
نہیں رہتی تو یہ جو کچھ یہاں بولا جارہا ہے اس کو کتابچے کی شکل میں ہم
یہاں شائع کردیتے ہیںاس سے یہ ہوتا ہے کہ کچھ بات سنی ہوئی ہوتی ہے ،
کچھ پڑھنے کے بعد ا س کا مفہوم واضح ہوتا ہے ۔ یہ کتاب پچھلے مہینے جو
تقاریر ہوئی تھیںوہ کتابی شکل میں شائع ہوگئی ہیں۔ مختصر سی ہے میرا خیا
ل ہے دس پندرہ منٹ میں آپ پڑھ لیں گے تو اس سے یہ ہوگا کہ آپ نے جو کچھ
سنا ہوا ہے وہ آموختہ ہوجائے گا ۔ آپ دہرالیں گے۔بات سمجھ میں آئے گی۔
کوئی بات سمجھ میں نہ آئے کتاب پر نشان لگائیں۔ پھر جب کبھی تشریف لائیں
ہم سے پوچھیں ، ہم سے سوال کریں۔ جتنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکت دی ہے ۔
جتنا مرشد کے فیض سے تھوڑا بہت علم حاصل ہوا ہے اس کے حساب سے ہم
کوشش کریں گے کہ ہم بھی مطمئن ہو اور آپ کو بھی مطمئن کرسکیں۔

آرام دہ نشست سے بیٹھ جائیںاس طرح کہ مراقبہ کے دوران نشست نہ بدلنی
پڑے۔اگر جگہ تنگ ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ صحن میں جگہ کافی ہے
وہاں چلے جائیں کھل جائیں۔مراقبہ کریں گے ۔ مراقبہ سے پہلے یاح یا قیوم کا

ورد ہوگا۔مراقبے میں آپ کو کیا کرنا ہے یہ آپ سب لوگ جانتے ہی ہیں۔مزید
وضاحت یہ ہے کہ مراقبے کا جو مطلب ہے وہ

concentration

ہے۔مراقبہ ایسی مشق ہے ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے ذریعے سے انسان کے
اندر یکسوئی پیدا ہوجاتی ہے۔یعنی خالی الذہن ہوجاتا ہے۔ ایک دن میں نہیں
ہوجاتا۔رسول اللہﷺ نے بھی غار حرا میں سات سال مراقبہ کیا۔تو لیکن اگر
پابندی وقت کے ساتھ روزانہ پندرہ بیس منٹ صبح پندرہ بیس منٹ شام کو
مراقبہ کیا جائے آنکھیں بند کرکے کسی ایک نقطے پر ذہن کو مرکوز کرلیا جائے
اس سے کچھ عرصے کے بعد یکسو ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ اور پھر ایسا یکسو
ہوجاتا ہے کہ جیسے ہی ہم نے آنکھیں بند کیں تو جو بھی اس کا ٹارگٹ ہے غیب
کی دنیا کا ہو ظاہری دنیا کا ہووے اس کے سامنے آجاتا ہے۔مراقبہ ایک ایسی
ترکیب ہے یا ایک ایسا عمل ہے جس سے ہر انسان ہر روز گزرتا ہے۔ہم جب
سوتے ہیںتو سونے کی حالت میں ہمارے او پر جو کیفیات مرتب ہوتی ہیں اس
میں پہلی کیفیت یہ ہے کہ ہم آنکھیںبند کرتے ہیںاگر آنکھیں کھلی ہوئی ہوں تو نیند
نہیں آتی۔دوسری بات یہ ہے کہ ہم نیند کا ارادہ کرتے ہیں۔آپ کہیں گے نہیں
جی کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے آدمی سونا نہیں چاہتا پھر بھی سوجاتا ہے۔نہیں...
سونا نہیں چاہتا توجسم ٹوٹ رہا ہے ، جمائیاں آرہی ہیں وہ آخر میں وہ آپ کا
ارادہ ہی ہوتا ہے۔جسم جو ہے وہ تو بے بس ہوتا ہے۔ ایک تو آدمی آنکھیں بند
کرتا ہے۔ دوسر ا آدمی سونے کی حالت میں شعوری چپک سے نکل جاتا ہے۔
تیسرے یہ کہ اندھیرے میںنیند اچھی آتی ہے۔ رات کا مطلب ہی اندھیرا ہے۔ رات
ہی کو آدمی سوتا ہے۔چوتھے یہ کہ اس کا جسم جو ہے وہ پرسکون ہو۔ایک
آدمی چارپائی پر لیٹ گیا اور اس نے ہاتھ ایسے اکڑا لیا۔دوسرا آدمی ہے چارپائی
پہ گیا اور جناب بدن اکڑالیا اسے نیند نہیں آئے گی۔یعنی

relaxation

جو ہے وہ ضروری ہے نیند کی حالت میں۔چوتھی بات یہ کہ جب آدمی سوجاتا
ہے تو دنیاوی آلائش سے اس کا ذہن ہٹ جاتا ہے۔کس حالت میں ہے اسے نہیں
پتہ کس کمرے میں اسے نہیں پتہ میں بیڈ پر ہوں، چارپائی پر ہوں، زمین پر
ہوں ، ...... ہوں ۔کچھ پتہ نہیں وہ سوجاتا ہے۔یعنی دنیا کی جو چپک ہے اس
دنیا کے جو معاملات ہیں اس سے اس کا ذہن آزاد ہوجاتا ہے۔اگر دنیا سے اس کا
ذہن آزاد نہ ہو اسے ڈپریشن ہوے ڈپریشن کا مطلب یہ کہ دماغ خیالات سے بھرا
رہے۔ وسوسوں سے بھرا رہے۔مثلاً یہ آپ نے دیکھا ہے ناں کیوں کیا ہوا اسے کہ
جی ڈپریشن ہوگیا۔اب جب ہم مراقبے کی تعریف بیان کرتے ہیںتو سب سے پہلا
اصول یہ ہے کہ آپ ریلکس ہوکر بیٹھ جائیں۔آپ نے جو نیند کی بنیادی بات تھی
اس کو قبول کیا۔پھر ہم کہتے ہیں جی آنکھیں بند کرلیں نیند تو آنکھیں بند کئے
بغیر نہیں آتی۔آپ نے نیند کی دوسری کیفیت اپنے اوپر حاوی کرنے کی کوشش

کی۔پھر وہ کہتے ہیں کہ آنکھیں بھی بند ہوں جسم بھی ریلکس ہو اور دنیاوی علائق سے اپنا ذہن ہٹا لیں۔ دنیاوی علائق سے آپ کا ذہن نہ ہٹے تو آپ کو نیندنہیں آئے گی۔تو یہ سب مراقبے میں بھی ہوتا ہے۔ ۔ مراقبے میں

relaxation

ضروری ہے ، آنکھیں بند ہونا ضروری ہے، اندھیرا بھی ضروری ہے۔اور دنیاوی باتیں بھی ذہن میں نہ آئیں۔ آزاد کرلیں دنیا سے ذہن۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر آپ کو مراقبے میں کامیابی ہوگئی تو آپ نے نیند اپنے اوپر بیداری میں طاری کرلی۔اگر مراقبے میں آپ کو کامیابی نہیں ہوئی اس کا مطلب ہے کہ نیند کے جو لوازمات ہیں وہ آپ نے پورے نہیں کئے۔بالفاظ دیگر مراقبہ نیند کے قائم مقام ایک کیفیت ہے۔اب اگر چھ ارب انسانوں کی آبادی ہے۔تو چھ ارب انسانوں میں ایک فرد واحد ایسا آپ نہیں نکال سکتے جو نیند سے مبرا ہو نیند سے آزاد ہو۔اس کا مفہوم یہ ہواکہ ہر آدمی نادانستہ طور پر جب وہ سو جاتا ہے تو مراقبہ کا عمل ہوتا ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جس عمل کو آپ غیر اختیاری طور پر کرتے ہیکرتے آپ بھی ہیں۔اس عمل کو اختیاری طور پر اپنے اوپر طاری کرلینا مراقبہ کہلاتا ہے۔یعنی بیدار ہوتے ہوئے سو جانے کا نام مراقبہ ہے۔مراقبے میں کامیابی لازماً ہونی چاہئیے۔اگر نہیں ہوتی تو آپ مراقبے کے آداب پورے نہیں کر رہے ہیں۔تو مراقبے کامطلب ہے یکسو ہونا

Concentration

حاصل کرنا۔دنیاوی اعتبار سے بھی آپ کوئی کام اس وقت تک اچھا نہیں کرسکتے جب تک آپ کا ذہن اس کام میں منہمک نہ ہوجائے۔اگر کام میں انہماک نہ ہو تو وہ کام سوفیصدی نہیں تو نوے فیصدی غلط ہی ہوگا۔اگر انہماک ہوگا سو فیصد صحیح ہوگا۔تو مراقبہ کوئی ایسی ٹیکنیک نہیں ہے یا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو سمجھ میں نہ آئے ۔ مراقبے کا مطلب ہے نیند کو اپنے اختیار سے بیداری میں منتقل کردینا۔کتنا آسان نسخہ ہے ۔ کتنی آسان سی بات ہے۔اگر سمجھ میں آئے تو آسان ہے سمجھ میں نہ آئے تو آسان نہیں ہے۔

بسم اللہ کرکے پہلے یا ح یا قیوم کا ورد کریں گے۔آپ آرام سے بیٹھ جائیں۔اور یاح یا قیوم کے بعد مراقبہ کریں گے۔مراقبے کے بعد دعا ہوگی۔دعا کے بعد ... میں نے آج پوچھا تھا کہ مجھے کیوں لے جارہے ہو بھئی مجھے میں بہت تقریریں کرچکا وہ کہنے لگے جی لوگ آپ کا ہی دیدار کرنے آتے ہیں۔ کہ پھر سب میرا دیدار کرلینا۔ مجھے بھی خوشی ہوگی میرے بچے مجھے دیکھنے آئے ہیں۔ایک نظر دیکھنا بھئی۔یا ح یا قیوم کا ورد کریں۔ پہلے گیارہ دفعہ درود خضری پڑھیں گے...صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وسلم اس کے بعد گیارہ دفعہ یا ح یا قیوم پڑھیں گے۔